Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون ۴۴۹

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل

روزنامہ ربوہ

یوم بدھ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

The Daily
ALFAZL
RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۵ پیسے

جلد ۶۳/۲۸	۴ صفر ۱۳۹۴ھ ۲۷ تبلیغ ۱۳۵۳ہش ۲۷ فروری ۱۹۷۴ء	نمبر ۴۶

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۲۶ تبلیغ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:۔

طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے، الحمد للہ

احبابِ جماعت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔

ربوہ ۲۶ تبلیغ۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ آپ نے تاکیداً ارشاد فرمایا ہے کہ تمام احمدی بھائی اور بہنیں ان کے بڑے صاحبزادے محترم نواب زادہ محمد خان صاحب کے لئے جو عرصہ سے بیمار ہیں خاص طور پر دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں کامل شفا عطا فرمائے۔ آمین

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ۴ر فروری ۱۹۷۴ء بروز سوموار ہمیں نواسی عنایت فرمائی ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے عطیۃ القدوس نام تجویز فرمایا ہے۔ نومولودہ عزیز چوہدری عبد الباری صاحب آف ڈنمارک اور عزیزہ بشریٰ باری کی پہلی بچی ہے۔ احباب کی خدمت میں درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولودہ کو صحت و برکت والی لمبی زندگی عطا فرمائے اور ہم سب کیلئے قرۃ العین بنائے اور خیر و برکت کا ہمیشہ ساتھ رہے۔ آمین

(امۃ الرشید شوکت اہلیہ ملک سیف الرحمٰن صاحب مفتی سلسلہ احمدیہ۔ ربوہ)

مکرم چوہدری عبد العزیز صاحب زعیم انصار اللہ جہلم ریڑھ کی ہڈی میں تکلیف کے باعث صاحبِ فراش ہیں۔ احباب سے انکی شفایابی کے لئے درخواستِ دعا ہے۔

(بشیر الدین محمود مربی سلسلہ احمدیہ جہلم)

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

وہی اِس جماعت میں شامل ہے جو دُنیا سے دستبردار ہے

خدا تعالیٰ اُس شخص کو جو محض اُسی کا ہو جاتا ہے کبھی ضائع نہیں کرتا

"یاد رکھو اب جس کا اصول دُنیا ہے اور پھر وہ اِس جماعت میں شامل ہے خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ اِس جماعت میں نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی اِس جماعت میں داخل اور شامل ہے جو دُنیا سے دستبردار ہے۔ یہ کوئی مت خیال کرے کہ مَیں ایسے خیال سے تباہ ہو جاؤں گا یہ خدا شناسی کی راہ سے دُور لے جانے والا خیال ہے۔ خدا تعالیٰ کبھی اس شخص کو جو محض اسی کا ہو جاتا ہے ضائع نہیں کرتا بلکہ وہ خود اُس کا متکفّل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کریم ہے جو شخص اس کی راہ میں کچھ کھوتا ہے وہی کچھ پاتا ہے۔ مَیں سچ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں کو پیار کرتا ہے اور انہیں کی اولاد بابرکت ہوتی ہے جو خدا تعالیٰ کے حکموں کی تعمیل کرتا ہے۔ اور یہ کبھی نہیں ہُوا اور نہ ہوگا کہ خدا تعالیٰ کا سچّا فرمانبردار ہو وہ یا اس کی اولاد تباہ و برباد ہو جاوے۔ دُنیا اُن لوگوں ہی کی برباد ہوتی ہے جو خدا تعالیٰ کو چھوڑتے ہیں اور دُنیا پر جُھکتے ہیں۔ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ ہر امر کی طناب اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے اس کے بغیر کوئی مقدمہ فتح نہیں ہو سکتا، کوئی کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی اور کسی قسم کی آسائش اور راحت میسّر نہیں آسکتی۔ دولت ہو سکتی ہے مگر یہ کون کہہ سکتا ہے کہ مرنے کے بعد یہ بیوی یا بچّوں کے ضرور کام آئے گی۔ اِن باتوں پر غور کرو اور اپنے اندر ایک نئی تبدیلی پیدا کرو۔"

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۲۹۷ و صفحہ ۲۹۸)

لازمی چندہ جات کا ادا کرنا ہر احمدی کا پہلا فرض ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۸ر دسمبر ۱۹۷۳ء میں ارشاد فرمایا:

"لازمی چندے مختلف ادوار میں سے گزر کر کم سے کم ایمان کے معیار کو بتاتے ہیں ورنہ جو آگے نکلے انہوں نے دسویں حصّے کی وصیّت کر دی جو اُن سے آگے نکلے انہوں نے نویں حصّے کی وصیّت کر دی۔ پھر آٹھویں حصّے کی۔ پھر ساتویں حصّے کی۔ پھر چھٹے حصّے کی۔ کسی نے ۱/۳ کی کر دی۔ اس سے زیادہ کی وصیّت تو اسلامی تعلیم کے مطابق کر نہیں سکتے۔ لیکن لازمی چندے تو کم از کم معیار ہیں اور لازمی چندے ہیں۔"

عہدیداران کی خدمت میں درخواست ہے کہ ازراہِ کرم نہایت تندہی کے ساتھ لازمی چندوں کی فراہمی کا انتظام فرما دیں اور احباب کو نہایت شفقت اور محبت کے ساتھ تلقین فرما دیں کہ لازمی چندوں کی ادائیگی ایک فرض کے طور پر ہے اور ہر مخلص احمدی کا اس سے عہدہ برآ ہونا ضروری ہے۔

(ناظر بیت المال ربوہ)

پبلشر: مسعود احمد۔ پرنٹر: سید عبد الحی۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ مقامِ اشاعت: دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ ربوہ
الفضل
مورخہ ۲۷ ماہ تبلیغ ۱۳۵۲ ھش

زندگی اور بیداری کی خوشکن علامت

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نیند کو ایک رنگ میں موت سے اور بیداری کو زندگی سے تشبیہہ دی ہے جیسا کہ فرمایا:۔

اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِھَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِھَا فَیُمْسِکُ الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْھَا الْمَوْتَ وَیُرْسِلُ الْاُخْرٰی اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ ۝ (الزمر آیت ۴۳)

یعنی اللہ ہر شخص کی روح کو اُس کی موت کے وقت قبض کرتا ہے اور جس کی موت نہیں آئی (اس کی روح کو) اس کی نیند کے وقت (قبض کرتا ہے) پھر وہ جس کی موت کا حکم جاری کر چکا ہوتا ہے اس کی روح کو روک رکھتا ہے اور دوسری کو ایک مدتِ مقررہ کے لئے واپس کر دیتا ہے۔ اِس میں فکر کرنے والی قوم کے لئے نشانات ہیں۔

نیند کے وقت قبضِ روح سے یہی مراد ہے کہ نیند بھی ایک طرح سے موت کی حالت کے مشابہ ہوتی ہے اور اسی طرح بیداری زندگی پر دلالت کرتی ہے۔ اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ فرما کر اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ جس طرح افراد پر نیند کے وقت ایک رنگ میں موت کی سی حالت طاری ہوتی ہے اور ان کا بیدار ہونا ایک رنگ میں زندگی عود کر آنے کے مترادف ہوتا ہے اسی طرح اقوام پر بھی نیند کی حالت طاری ہو کر انہیں ایک رنگ میں زندگی سے عاری کر دیتی ہے اور اگر وہ اُس نیند سے بیدار ہو جائیں تو اِس بیداری کے زیرِ اثر زندگی اور اسکی تاب و تواں پھر عود کر آتی ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ دنیا بھر میں مسلمان گزشتہ کئی صدیوں سے سوئے پڑے تھے اور قرآنی محاورہ کی رُو سے انہوں نے اپنے اُوپر موت کی سی کیفیت وارد کر رکھی تھی۔ پاکستان کے وزیرِ اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو نے مسلمانوں نے پانچ سو سالہ دورِ زوال کا درد انگیز نقشہ کھینچتے ہوئے حال ہی میں کہا ہے کہ ——— اِس تمام لمبے عرصہ میں بحیثیت مسلمان ہمارا عام رویہ یہی رہا کہ تاریخ کی بدلتی ہوئی رفتار سے لاپرواہی اختیار کرتے ہوئے ہم محض اپنے شاندار ماضی کی حسرت بھری یادوں میں کھوئے رہے۔ کبھی کبھار از سرِ نو اُبھرنے کی بے نتیجہ کوشش کے سوا ہم بالعموم اپنے جذبات و خیالات کے ہی اسیر بنے رہے۔ دینِ حنیف کا انتہائی ارفع و اعلیٰ تصور اور اس کا حسنِ لازوال خود دینی علوم کے ماہروں کے ہاتھوں گہنا تا چلا گیا، ذہنی پستی اور دُوں ہمتی کے باعث فکر و نظر پر جمود کی سی کیفیت طاری رہی، تجربہ اور مشاہدہ کی قوتیں معدوم ہوتی چلی گئیں، تحقیق و تجسس اور فہم جوئی کا جذبہ ماند پڑ گیا، مغز سے زیادہ قشر کو اہم سمجھا جانے لگا، ہم گروہوں میں بٹ گئے اور آپس میں ہی برسرِ پیکار رہنا ہمارا شیوہ بن گیا۔ ہماری یہ زبوں حالی مغربی استعماریت کو ہماری طرف للچائی ہوئی نظریں اٹھانے کی دعوت دینے لگی، نتیجہ یہ ہوا کہ دیکھتے ہی دیکھتے مغرب اقصیٰ سے انڈونیشیا تک مسلمان قوتیں کسی نہ کسی شکل میں مغربی یورپ کے زیرِ تسلط آتی چلی گئیں، ہماری ثقافت اور ہماری ہدایات کا شیرازہ بکھر گیا، استعماری طاقتوں نے ہمارے قومی ورثہ کو تاخت و تاراج کرنے، ہمارے خزانوں کو لُوٹنے اور ہمارے وسائل سے ہمیں محروم کرنے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی اور ہم نااتفاقی اور باہمی منافقت کے نتیجہ میں ایک تباہی کے بعد دوسری تباہی سے دوچار ہوتے چلے گئے یہ حالتِ غفلت کی اُس نیند کے مشابہ تھی جو قوموں پر موت کی سی بے حسی اور سکوت طاری کر دیا کرتی ہے، اسی لئے یہ پوری اسلامی دنیا کیلئے انتہائی دُکھ اور تکلیف کا موجب تھی۔ رہ رہ کر نگاہیں آسمان کی طرف اٹھتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو خوابِ غفلت سے بیدار کرے اور انہیں متحد ہونے کی توفیق عطا فرما کر انہیں دنیا میں پھر بلندی و سرفرازی فرمائے آمین۔

انتہائی مایوس کن اور رُوح فرسا حالات میں سے گزرنے کے بعد یہ امر باعثِ اطمینان ہے کہ خدا خدا کر کے کچھ عرصہ سے اسلامی دنیا میں حالات کی نزاکت کا اور باہمی اتحاد کا احساس اُبھرنا شروع ہوا ہے۔ قبل ازیں علی الخصوص مشرقِ وسطی میں اس حد تک دگرگوں ہو چلے تھے کہ فی الحقیقت افقِ سماء پر سپین کا لفظ لکھا ہوُا نظر آنے لگا تھا۔ لیکن خدا نے اپنے اُن عاجز بندوں کی عاجزانہ دُعاؤں کو قبول کرتے ہوئے جنہیں اُس نے احیاء و غلبۂ اسلام کی غرض سے منتخب کیا ہے مسلمان ملکوں کو متحد کرنے کے سامان کئے اور اُن میں سے بھی علی الخصوص عرب ملکوں کو یہ حوصلہ، یہ ہمت اور یہ طاقت عطا کی کہ وہ متفقہ طور پر تیل کا ہتھیار استعمال کر کے بڑی طاقتوں کو سراسر دھاندلی اور ہیکڑی کا طریق ترک کرنے پر مجبور کریں۔ اسی ضمن میں مسلمان ملکوں کے مابین قائم ہونے والے اتحاد کو وسیع تر اور مضبوط تر کرنے کی غرض سے ۲۲ فروری سے ۲۴ فروری ۷۴ء تک لاہور کے تاریخی شہر میں اسلامی سربراہ کانفرنس کا انعقاد عمل میں آیا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ یہ تاریخی کانفرنس باہمی اتحاد و یگانگت کی یکجہتی اور اہم متفقہ فیصلوں کے اعتبار سے بہمہ وجوہ کامیاب رہی۔ اِس لحاظ سے یہ دنیا بھر کے مسلمانوں کے سیاسی طور پر بیدار ہونے اور ان میں زندگی از سرِ نو عود کر آنے کی ایک خوشکن علامت کی حیثیت رکھتی ہے۔

اب جبکہ خدا تعالیٰ نے اُمّتِ مسلمہ پر رحم کرتے ہوئے مسلمانوں میں اتحاد کے قیام کے ذریعہ سیاسی بیداری اور زندگی کے آثار اُجاگر کر دکھائے ہیں دُنیا بھر کے مسلمانوں کا یہ فرض ہے کہ وہ تقویٰ کی راہ پر گامزن ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور کمال عاجزی سے یہ دعا کریں کہ وہ اپنے فضل سے مسلمان ملکوں کو توفیق بخشے کہ وہ اپنے درمیان قائم ہونے والے اس سیاسی اتحاد کو مضبوط سے مضبوط تر بنائیں اور اختلاف کی بجائے اتفاق کے پہلوؤں پر زیادہ سے زیادہ زور دے کر ایسی بنیانِ مرصوص کی شکل اختیار کریں کہ دشمن اس میں معمولی سے معمولی رخنہ بھی ڈالنے میں کامیاب نہ ہو سکیں۔

موجودہ زمانہ میں جبکہ ہر قسم کے مادی سامانوں سے آراستہ دو عظیم طاقتیں دنیا پر چھائی ہوئی ہیں اور تیسری دنیا میں اپنے اپنے مخصوص مفادات کے پیشِ نظر مختلف بنیادوں پر اتحاد کی تحریکیں چلی ہوئی ہیں اسلامی دنیا کی نجات خود اسکے اپنے درمیان ناقابلِ تسخیر اتحاد میں مضمر ہے۔ اِس اتحاد کے بل پر اسلامی ممالک دنیا کی بدلتی ہوئی صورتِ حال میں اپنے لئے عزت و شرف کا مقام حاصل کر سکتے ہیں اور مسلمانوں کے لئے اپنی کھوئی ہوئی عظمت کو دوبارہ حاصل کرنے کے امکانات پھر روشن ہو سکتے ہیں۔ جہاں پہلے اتحاد کے قیام کے لئے دعاؤں کی ضرورت تھی اب اتحاد کے قیام اور سربراہ کانفرنس کی شکل میں اِس کے مزید استحکام کے امکانات روشن ہونے کے بعد اِس امر کی اشد ضرورت ہے کہ اِس اتحاد کی بہمہ وجوہ حفاظت اور اس کے روز افزوں استحکام کے لئے درد و الحاح سے دُعائیں کی جائیں کیونکہ اتحاد اِسی صورت میں نتیجہ خیز اور مثمر ثمرات ہو سکتا ہے جب یہ مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا جائے۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔

بعض مقبولینِ بارگاہِ الٰہی!

بعض لوگ اپنی ظاہری غربت اور تنگدستی و تنگ حالی اور ظاہری ہیئت کے لحاظ سے اِس قابل نہیں ہوتے کہ دنیا والے انہیں کوئی اہمیت دیں لیکن اپنے باطنی صدق و صفا اور تعلق باللہ کی وجہ سے وہ مقبولِ بارگاہِ الٰہی ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ کو ان کے کہنے کا بہت پاس ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

رُبَّ اَشْعَثَ اَغْبَرَ مَدْفُوْعٍ بِالْاَبْوَابِ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَاَبَرَّہٗ (مسلم کتاب الجنۃ)

بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ ان کے بال پراگندہ اور غبار آلود ہوتے ہیں یعنی بظاہر معمولی نظر آتے ہیں دروازوں پر سے انہیں دھکے دئے جاتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے اگر وہ قسم کھالیں کہ ایسا ہو تو خداوند تعالیٰ ویسا ہی کر دیتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشعار کی امتیازی شان

(محترم چوہدری عبدالسلام اختر صاحب ایم اے)

یہ مقالہ مجلس مرکزیہ کے اجلاس منعقدہ ۵ ماہ ہجرت ۱۳۵۲ھش / ۵ مئی ۱۹۷۳ء میں پڑھا گیا۔

آج جس موضوع کے متعلق خاکسار کو کچھ کہنے کا ارشاد فرمایا گیا ہے وہ "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشعار کی امتیازی شان" ہے۔ یوں تو حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا تمام وجود ہی اپنے اندر ایک امتیازی شان رکھتا ہے۔ آپ کے روحانی کمالات، آپ کے علمی اور تاریخی انکشافات اور آپ کا قلم جس کے متعلق اخبار "وکیل" امرتسر میں مولانا ابوالکلام آزاد نے لکھا کہ وہ ایک سحر تھا۔ جس نے صدیوں کے خیالات کی کایا پلٹ دی اور جس کے متعلق سید امتیاز علی تاج نے رسالہ "تہذیب" میں نہایت بجا طور پر یہ تحریر کیا کہ "اس قلم نے کئی مردے زندہ کئے"۔ یہ تمام اوصاف اپنے اندر ایک امتیازی شان رکھتے ہیں مگر میں یہ بھی عرض کروں گا کہ وہ زمانہ جس کو اللہ تعالیٰ کی مشیت نے یہ پسند فرمایا کہ آپ اس میں مبعوث ہوئے یوں اپنے اندر ایک امتیازی شان رکھتا ہے۔ انیسویں صدی کا آخر اور بیسویں صدی کے شروع کا دور ایک عجیب انقلابی دور تھا۔ سائنس اور فنون کی دنیا میں جس قدر ایجادات اس زمانے میں ہوئیں یا جن ایجادات کے اصول طے کئے گئے۔ اس کی نظیر نہ اس سے پہلے ملتی ہے نہ اس کے بعد۔ یوں معلوم ہوتا ہے۔ جیسے آسمانی انوار اور تجلیات کی بارش ہو رہی تھی اور کوئی آفتاب ایسی شدت اور وسعت سے ضیا پاشی کر رہا تھا۔ کہ اس کی کرنیں۔ وادی و گلشن اور دریا و صحرا ہر جگہ پڑ رہی تھیں۔ ہر وہ شخص جس میں معمولی سی صلاحیت بھی موجود تھی۔ اس آفتاب تجلی کی کرنوں سے جگمگا اٹھا تھا۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس زمانے کے متعلق یوں ارشاد فرمایا ہے ؎

ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اتار

یہ فرشتے ہر صلاحیت رکھنے والی طبیعت کو جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر بیدار کر رہے تھے اور ہر قسم کی سعی جس جس میدان کی طرف راغب تھا وہاں نشوونما پا رہا تھا۔ چنانچہ ہمیں سائنس۔ فلسفہ۔ انجینئرنگ اور آرٹ کی دنیا میں ایسی نئی خوبیاں اور نظریات ملتے ہیں جن کا پہلے کوئی وجود نہیں تھا اور یوں معلوم ہوتا ہے جیسے کسی غیبی طاقت نے انہیں القا کیا ہو۔ آئن سٹائن کی Theory of Relativity ہربرٹ سپنسر کا نظریہ Evolution یا ارتقاء اور Atom اور Energy کی تقسیم اور قوت کے متعلق مختلف قسم کے تجربے اور نظریات اس کی مثال ہیں غرض ایسے وقت میں جب کہ قدیم اور جدید دور ایک موڑ پہ جمع تھے اور مشرق و مغرب کی دنیا ایک نئی کروٹ لینے والی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہوئے۔ اور آپ نے ایسے اسلوب تحریر کو اختیار فرمایا۔ جو تحریر اور تاثر کی دنیا میں انقلاب پیدا کرنے والا تھا اور خیالات اور مضامین کو ایک نئے مرکز پہ لانے والا تھا۔ خاکسار کے اس مضمون کا تعلق اگرچہ صرف حصہ نظم کے ساتھ ہے مگر میں یہ عرض کروں گا کہ خواہ نثر ہو یا نظم۔ حضور علیہ السلام کی امتیازی خصوصیات دونوں پہ ایک جیسی حاوی ہیں۔ اس امتیاز کے نمایاں طور پہ دو پہلو ہیں۔ ایک وہ جو نفسِ مضمون کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور دوسرا وہ جو اسلوبِ بیان یا انداز تحریر کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔

جہاں تک نفس مضمون کا تعلق ہے آپ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے عربی فارسی اور اردو کلام کا کوئی بھی حصہ پڑھ لیں۔ آپ کو اس میں اللہ تعالیٰ کی ذات سے شدید محبت اور حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسا عشق اور ایسا پیار نظر آئے گا کہ اس کی نظیر کہیں دوسری جگہ ملنی مشکل ہوگی۔ حضور پاک کا ہر شعر۔ ہر مصرعہ۔ بلکہ ہر لفظ اسی مضمون کی کسی نہ کسی رنگ میں تشریح ہے۔ میں انشاء اللہ العزیز ابھی مختلف مثالیں دے کر واضح کروں گا کہ حضور علیہ السلام کی یہ خصوصیت اتنی واضح اور اتنی منفرد ہے کہ حضور کے ہم عصر شعراء کیا۔ اگر صدیوں کے لٹریچر کا بھی مطالعہ کیا جائے تو ہمیں ایک بھی اہل سخن ایسا نظر نہیں آئیگا جس نے عملی طور پر اپنے اوپر محبت، توکّل اور انابت الی اللہ کی وہ کیفیت وارد کی ہو۔ جو حضور علیہ السلام کا طرّہ امتیاز تھی۔ حضور کا تمام کلام۔ اللہ جل شانہٗ کی عظمت کو ظاہر کرنیوالا۔ اُس کی سچی محبت دلوں میں پیدا کرنے والا اور اسکے جاہ و جلال اور اس کے مرتبۂ حُسن کو دلوں میں راسخ کرنے والا ہے۔ اسی طرح حضور کا تمام کلام۔ حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے نظیر اطاعت حضور سے والہانہ محبت اور حضور کی ذات کے ساتھ ایک ایسے فوق العادت عشق سے بھرپور ہے جس کی مثال دنیوی رشتوں میں مل ہی نہیں سکتی۔ یہ وہ خصوصیات ہیں جن سے حضور علیہ السلام کے کلام کی امتیازی شان قائم ہوتی ہے اور جیسا کہ مَیں ابھی عرض کروں گا۔ اس شان میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا کوئی حریف اور کوئی مدّمقابل نہیں حضور خود فرماتے ہیں ؎

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اس امتیاز کا دوسرا پہلو وہ ہے جو اسلوب بیان یا انداز تحریر کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اس ضمن میں ایک بات جو حضور کے کلام کے مطالعہ سے ذہن میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ حضور نے الفاظ کو مضمون پر حاوی نہیں رکھا۔ بلکہ مضمون کو ہر اعتبار سے الفاظ پہ غالب اور قوی رکھا ہے اس کی نہایت واضح مثال حضور کی وہ مشہور نظم ہے۔ جس کا پہلا شعر یہ ہے ؎

اے خدا۔ اے کارساز و عیب پوش و کردگار
اے مرے پیارے مرے محسن مرے پروردگار

یہاں مضمون کی بلندی اور اس کی ہمہ گیری اتنی واضح اور اتنی غالب ہے کہ الفاظ۔ ہمیں یوں معلوم ہوتا ہے جیسے ہاتھ باندھ کر ایک قطار میں کھڑے ہو گئے ہوں اور منتظر ہوں کہ انہیں استعمال کیا جائے۔ اس طویل نظم میں۔ پروردگار۔ رازدار۔ بے قرار۔ افتخار۔ دلفگار۔ کامگار۔ اور اسی وزن کے تقریباً ۲۹۲ قافیے استعمال کئے گئے ہیں۔ مگر اس رنگ میں کہ ہر قافیہ جس شعر میں بھی استعمال ہوا ہے۔ اس نے اُس شعر کو ایک مکمل مضمون کا رنگ دیا ہے اور مضمون وہی ہے جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے یعنی کہ اللہ تعالیٰ کی شان اور اس کے جاہ و جلال کا اظہار۔ اس کی محبت اور اس کی کامل اطاعت کی تلقین۔ اور حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پر کامل ایمان اور حضور کے ارشادات کی مکمل تعمیل۔

یہاں میں یہ عرض کروں گا کہ خاکسار نے بعض حضرات کو جو شعر گوئی کا دعویٰ کرتے ہیں اس طرح کی کوشش کرتے بھی دیکھا ہے کہ وہ پہلے ایک کاغذ پر قافیوں کی ایک فہرست تیار کر لیتے ہیں اور اسکے بعد ایک ایک قافیے کو ایک ایک شعر میں کھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ خاکسار کے نزدیک اس طرح کی کوشش ادب کے تقدس سے ایک مذاق ہے۔ حضور علیہ السلام کی جس نظم کا میں نے ذکر کیا ہے باوجود اس کے کہ وہ بہت طویل ہے۔ اور طویل نظموں میں یا طویل بحروں میں شاعر کو یہ حق ہوتا ہے کہ وہ پہلے قوافی کو ترتیب دے لے۔ مگر حضور علیہ السلام نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ حقیقی مضمون جس جس رنگ میں بھی وارد ہوتا گیا ہے۔ حضور اُسے اسی رنگ میں ادا کرتے چلے گئے ہیں۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ تمام نظم میں ایک معرکۃ الآراء تسلسل اور 'Balance' قائم ہے۔ اور نظم آورد کی نہیں بلکہ آمد کا ایک آئینہ نظر آتی ہے۔ چنانچہ بعض قافیے دو دو دفعہ استعمال ہوتے ہیں۔ جو خود اس بات کا ثبوت ہے کہ حضور نے نفسِ مضمون کو ہر صورت غالب رکھا ہے مثلاً "غبار" کا قافیہ دو دفعہ استعمال ہوا ہے۔ ایک جگہ حضور نے فرمایا ؎

میں تو مر کر خاک ہوتا گر نہ ہوتا تیرا لطف
پھر خدا جانے کہاں یہ پھینک دی جاتی غبار

ہو گئے بیکار سب حیلے جب آئی وہ بلا ؎ ساری تدبیروں کا خانہ ہو گیا زیر و زبر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ توارد اپنی جگہ ایک حسن ہے۔ کیونکہ دونوں اشعار الگ الگ طور پر ایک مکمل مضمون لئے ہوئے ہیں اور اس کے باوجود وہ ایک مرکزی مضمون کا حصہ ہیں۔ درحقیقت واقعہ یہ ہے کہ شعر کا وجدان ایک چشمہ بن کر دل کی تہوں سے پھوٹتا ہے اور جب وہ پھوٹ کر بہنے لگتا ہے تو الفاظ کی زمین اسے خود بخود مل جاتی ہے۔ اس کے لئے کسی علیحدہ تگ و دو کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ہاں جیسا جیسا کوئی سلجھا ہوا ذہن ہوگا ویسے ہی سلجھے ہوئے الفاظ اسے مل جائیں گے۔

اسلوب بیان کا ذکر چلا ہے تو یہیں ضمناً یہ بھی عرض کر دوں کہ ضروری نہیں کہ ہر وہ مصرع یا شعر جو قافیہ۔ ردیف وزن اور تقطیع کے لحاظ سے درست ہو۔ صحیح معنوں میں شعر بھی کہلا سکے آپ نے پرائمری کی کتابوں میں "طلوع صبح" کے عنوان سے وہ شعر پڑھا ہوگا ؎

سویرے جو کل آنکھ میری کھلی
عجب تھی بہار اور عجب سیر تھی

نحوی لحاظ سے بے شک یہ شعر ہے۔ مگر ہم اسے ادبی حسن کے دائرے کے اندر داخل نہیں کر سکتے۔ اس کے بالمقابل اسی عنوان سے آپ یہ شعر دیکھیں ؎

دشت و چمن مہک اٹھے صبح بہار آگئی
دوش ہوا پہ بوئے گل ہو کے سوار آگئی

اس شعر کا معیار پہلے سے یقیناً بڑھ کر ہے۔ کیونکہ صبح کے ایک منظر کو بہتر اسلوب میں پیش کیا گیا ہے۔ اب اسی موضوع پر یعنی صبح کی پہلی کرن سے پہلے کے منظر پہ میں اپنے ایک دو شعر پیش کرتا ہوں ؎

ہر ایک سمت جمال عجیب ہوتا ہے
طلوع صبح کا منظر عجیب ہوتا ہے
سرک رہا ہے اُفق کی جبیں سے شب کا نقاب
جھجک کے فطرت عالم اٹھا رہی ہے حجاب
وہ دیکھ عروس سحر بن کے آفتاب چلی
صبا کے دوش پہ بوئے گل و گلاب چلی
چھلک پڑی ہے نظر جام بیخودی کی طرح
چمک رہا ہے اندھیرا ابھی چاندنی کی طرح

آپ نے اسلوب بیان کا مشاہدہ کیا۔ بعض اوقات فن کے اسلوب کو اختیار کرتے ہوئے شاعر اپنا فلسفہ اور تخیل بھی شعر میں سمو دیتا ہے مثلاً صبح کے ہی موضوع پر جوش ملیح آبادی کہتے ہیں ؎

ہم ایسے اہل نظر کو ثبوت حق کے لئے
اگر رسول نہ آتے تو صبح کافی تھی

میں یہ موازنہ اسلوب بیان کے سلسلے میں اس لئے پیش کر رہا ہوں تاکہ آپ اندازہ لگائیں کہ ایک ہی موضوع پر لکھنے والے اپنی اپنی فطرتی صلاحیتوں کی بنا پر مضمون کو کہاں سے کہاں تک پہنچا دیتے ہیں۔ نفس مضمون کا پیرایہ بیان کے ساتھ گہرا تعلق ہے اور پھر یہ لکھنے والے کے قلم کا اپنا انداز ہے کہ وہ اس کو کس رنگ میں نبھاتا ہے انگریزی ادب میں ہم اسے [illegible] کے نام سے تعبیر کرتے ہیں یعنی تحریر ایسی ہو جو مضمون کا حق بھی ادا کرے اور تاثیر کا حق بھی ادا کرے۔ اب موجودہ دور میں مسلمانوں کی بے حسی اور اسلام کی سچی تعلیم سے ان کی دوری ایسے موضوع ہیں جن پر سینکڑوں ہزاروں نے لکھا اور اپنے اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے۔

(باقی)

ایک مخلص اور فدائی کی وفات

مکرم مولوی عبدالوہاب احمد صاحب شاہد مربی سلسلہ مقیم اوکاڑہ

۸ر جنوری ۱۹۷۶ء کا دن بڑا خاموش اور افسردہ تھا۔ اس دن کی صبح نے وطن سے دور انگلستان میں ایک مخلص فدائی احمدیت اور پروانۂ خلافت غازی محمد عمر صاحب کے انتقال پُر ملال کا پیغام دیا۔

غازی صاحب مرحوم ذی الاحترام بزرگ الحاج امیر عالم صاحب مرحوم سابق امیر علاقائی آزاد کشمیر کے بڑے صاحبزادہ اور محترم محمد منظور احمد صاحب ایڈووکیٹ امیر علاقائی کے بڑے بھائی تھے۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے۔ اذان نہایت خوش الحانی سے دیا کرتے تھے۔ جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ خدام الاحمدیہ کوٹلی کی تنظیم انہی کی کوشش سے قائم ہوئی۔

خلافت سے دلی وابستگی رکھتے تھے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز جب بھی انگلستان تشریف لے گئے مرحوم فدائیت کا جامہ پہنے شمع خلافت کے گرد گھومتے نظر آتے تھے۔ دربار خلافت سے بلند ہونے والی ہر آواز پر بدل و جان لبیک کہتے تھے۔

پارٹیشن کے وقت جبکہ ہر طرف نفسا نفسی کا عالم تھا۔ یہ فدائی مجاہد اپنے بیوی بچوں اور افراد خاندان (جو بے گھر ہو چکے تھے) کی پرواہ کئے بغیر حضرت المصلح الموعودؓ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے فرقان بٹالین میں شامل ہو گئے اور بااحسن طریق ملکی خدمات بجا لائے۔

اس سانحہ جانکاہ کا ایک دردناک پہلو یہ ہے کہ جس دن ان کی وفات کی خبر آئی اس سے اگلے دن ان کے بڑے صاحبزادے کی شادی خانہ آبادی کی تقریب منعقد ہوئی تھی۔ اس اندوہناک خبر سے یہ پُر مسرت تقریب غم کے گھٹا ٹوپ تاریک بادلوں میں ہزاروں سسکیوں میں اوجھل ہو کر رہ گئی ؎

بلانے والا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

بزرگان سلسلہ سے درخواست دعا ہے کہ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق سے نوازے اور ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے نمایاں خدمات دینیہ کی سعادت بخشے۔ آمین۔

مجالس انصار اللہ کے بجٹ فارم

جن مجالس انصار اللہ کی طرف سے تشخیص بجٹ فارم مرکزی دفتر میں موصول ہوئے تھے۔ ان سب کی منظوری کے بعد انہیں اطلاع دے دی گئی ہے۔ زعماء صاحبان چندہ کی وصولی کا کام باقاعدگی سے شروع کر دیں۔

نیز جن مجالس نے ابھی تک یہ بجٹ فارم نہیں بھیجے وہ اپنی پہلی فرصت میں یہ فارم مرکزی دفتر میں بھجوا دیں۔

(قائد مال مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

احمدی طلباء متوجہ ہوں

تمام وہ احمدی طلباء جو پنجاب یونیورسٹی میں پڑھتے ہیں ان کی خدمت میں ضروری درخواست ہے کہ وہ اپنے مستقل ایڈریس (معہ ڈیپارٹمنٹ) ایک پوسٹ کارڈ پر لکھ کر درج ذیل پتہ پر روانہ کر دیں تاکہ ان سے رابطہ پیدا کرنے میں آسانی رہے۔

(منیر احمد چوہدری کمرہ نمبر ۱۳ ہوسٹل نمبر ۳ نیو کیمپس لاہور)

درخواست ہائے دعا

۱۔ میرے ایک عزیز دوست میاں عبدالرحیم صاحب زرگر بعارضہ دل بیمار ہیں۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے۔

حاجی نذیر احمد سرگودھا

۲۔ میری والدہ محترمہ چند دنوں سے بعارضہ کھانسی اور بخار بیمار ہیں نیند نہیں آتی ان کی کامل و عاجل صحت کے لئے درخواست دعا ہے۔

محمد انوار الحق ناظم تعلیم
مجلس خدام الاحمدیہ شیخوپورہ لاہور

اعلان ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے میرے بھائی سید کلیم احمد شاہ صاحب کو مورخہ ۲/۲۰ کو بچہ عطا فرمایا ہے نومولود حضرت کیپٹن ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم و مغفور کا پوتا ہے احباب نومولود کے خادم اسلام و احمدیت بننے اور درازی عمر و صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

سید اعجاز مبارک منیر
سیکرٹری مال جماعت احمدیہ
چک ۱۱/۱۲ ایل ضلع ساہیوال

قائدین خدام الاحمدیہ چندہ سالانہ اجتماع بھی تدریجی بجٹ کے مطابق ماہ بماہ ارسال کرتے رہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کے ایام

اللہ تعالیٰ نے قدم قدم پر انسان کے لئے خدمت کے مواقع پیدا کر رکھے ہیں مگر کھلی آنکھ ہی اس سے کما حقہ فائدہ اٹھانے کی پوزیشن میں ہوتی ہے۔ ہمارے بہت پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے "نیا پودا" لگانے کو بے حد پسند فرمایا ہے۔ لہٰذا اس لحاظ سے شجرکاری کے ایام خدا تعالیٰ کی رحمتوں اور فضلوں کے جذب کرنے کے ایام ہیں

امید ہے کہ مجالس ایک معین پروگرام کے تحت یہ ملکی اور ملی خدمت بجا لائیں گی اور زیادہ سے زیادہ سایہ دار اور پھلدار درخت لگا کر عند اللہ ماجور ہوں گی۔

قائد ایثار مجلس انصار اللہ مرکزیہ۔ ربوہ

پنجاب میڈیکل کالج لائلپور کے طلبا متوجہ ہوں

احمدی طلباء پنجاب میڈیکل کالج کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ کالج ہذا۔ یکم مارچ ۱۹۷۴ء سے کلاسیں شروع کرنے والا ہے۔ کلاسوں کے جلد اجراء کے لئے متفقہ لائحہ عمل تیار کرنے نیز دوسرے امور میں مشورہ کے لئے احمدی طلباء مجھ سے رابطہ قائم کر سکتے ہیں۔

طیب عارف متعلم فرسٹ ایئر۔ ایم۔ بی۔ بی۔ ایس۔ پنجاب میڈیکل کالج
۱۲ سی سیٹلائٹ ٹاؤن۔ سرگودھا)

دعائے مغفرت

میری نانی محترمہ خدیجہ بی بی صاحبہ بیوہ میاں محمد اسماعیل صاحب مرحوم مؤرخہ ۱۰ دسمبر (بروز اتوار) کی رات کو ۱۰ بجے شب بھیرہ میں تقریباً ۸۲ سال کی عمر میں وفات پا کر محبوب حقیقی سے جا ملیں اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ٥

چونکہ مرحومہ موصیہ تھیں۔ اسی دن ۶ بجے شب ان کا جنازہ بھیرہ سے ربوہ لایا گیا۔ نماز عشاء کے بعد حضور کے ارشاد پر مکرم و محترم خان عبدالمالک صاحب ...... ناظر اصلاح وارشاد نے نماز جنازہ پڑھائی اور بعد میں مرحومہ کی مقبرہ بہشتی میں تدفین ہوئی اور مکرم بشیر احمد صاحب قمر مربی سلسلہ احمدیہ ضلع سرگودھا نے دعا کرائی۔

آپ پیدائشی احمدی تھیں۔ بہت مخلص۔ دیندار۔ تہجد گذار اور بہت سی خوبیوں کی مالکہ تھیں۔ مہمان نوازی اور فیاضی کی صفت سے خاص طور پر متصف تھیں۔ بچیوں کو قرآن کریم ناظرہ پڑھانے سے شغف رکھتی تھیں۔ انہوں نے تین بیٹے اور تین بیٹیاں اور ان کی اولاد اپنی یادگار چھوڑی ہیں۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں بلند مقام عطا فرمائے۔

(منور احمد معتمد مجلس خدام الاحمدیہ سرگودھا)

اعلان ولادت

مکرم برادرم چوہدری محمد یحییٰ مقبول صاحب جھنگ سٹی کو اللہ تعالیٰ نے سات لڑکیوں کے بعد مؤرخہ ۲۴ر۲ کو لڑکا عطا فرمایا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ بچے کی عمر دراز کرے خادم دین بنائے اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے (آمین)

(جمال الدین احمد جھنگ صدر)

درخواستہائے دعا

(۱) جمال الدین احمد صاحب جھنگ تحریر کرتے ہیں کہ مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب سفیر سٹور کیپر محکمہ واپڈا (بجلی) جہلم کی اہلیہ اور بچے بیمار ہیں۔ ان کی اپنی صحت بھی کمزور رہتی ہے۔ (۲) محترمہ اہلیہ صاحبہ چوہدری فضل الرحمان صاحب مرحوم دار الرحمت غربی کے بڑے بھائی راجہ بشیر احمد صاحب مظفر آف کراچی بعارضہ دل شدید بیمار ہیں اور ہسپتال میں داخل ہیں۔

احباب ان مریضوں کی کامل و عاجل صحت کے لئے دعا فرمائیں

ٹنڈر مطلوب ہیں

مندرجہ ذیل کاموں کے ضمن میں ۱۴ مارچ ۱۹۷۴ء کے بارہ بجے دوپہر تک بلڈنگز ڈیپارٹمنٹ کے ایسے منظور شدہ ٹھیکیداران کے پرسنٹیج ریٹ ٹنڈر مطلوب ہیں جنہوں نے سال جاریہ کے لئے اپنے نام درج فہرست کرائے ہوئے ہوں یا اپنے ناموں کے اندراج کی تجدید کرائی ہو یہ ٹنڈر اسی روز اور اسی وقت ایسے ٹنڈر دہندگان یا ان کے ایسے نمائندگان کے روبرو جو موجود ہونا چاہیں گے کھول لئے جائیں گے۔

زر امانت بصورت چالان خزانہ یا ڈیپازٹ ایٹ کال ٹنڈر کے ساتھ منسلک ہونا چاہئے جن ٹنڈروں کے ساتھ زر امانت نہیں ادا کیا ہوگا یا جو ٹنڈر مشروط ہوں گے یا تار کے ذریعے آئے ہوں گے ان پر غور نہیں کیا جائیگا۔ دستخط کنندہ ذیل کو حق حاصل ہے کہ بغیر کوئی وجہ بتائے کسی بھی ٹنڈر کو یا سارے ٹنڈروں کو منسوخ کر دے۔

کام کی تفصیلات اور قواعد و ضوابط وغیرہ کے متعلق معلومات کسی یوم کار کو دفتر ہذا سے حاصل کر سکتے ہیں

خالی ٹنڈر فارم ۱۳ مارچ ۱۹۷۴ء کو مقررہ شرح پر ڈویژنل ہیڈ کلرک کی طرف سے جاری ہوں گے۔

نمبر شمار	کام	لاگت کا تخمینہ	زر امانت	میعاد تکمیل
۱	لائلپور میں واقع موجودہ ٹیچرز ٹریننگ کالج میں (بالخصوص سائنس اور ایجوکیشن ریسرچ کے ضمن میں) توسیع کا اور ترقیاتی پروگرام اس میں اندرونی اور بیرونی سرونٹ بھی شامل ہیں	۹,۸۰,۰۰۰/- روپے	۱۳۶۰۰/- روپے	۸ ماہ
۲	ڈسٹرکٹ کورٹ ٹائی پور میں ۷۴-۱۹۷۳ء کے دوران سرکاری عمارات کو سیلاب سے لاحقہ نقصانات کا ازالہ	۱,۱۵,۰۰۰/- "	۲۳۰۰/- "	۳ ماہ
۳	تحصیل بلڈنگز لائلپور میں ۷۴-۱۹۷۳ء کے دوران سرکاری عمارات کو سیلاب سے لاحقہ نقصانات کا ازالہ	۶۷۰۰۰/- "	۱۳۴۰/- "	۱½ ماہ
۴	ڈسٹرکٹ جیل لائلپور میں ۷۴-۱۹۷۳ء کے دوران سرکاری عمارات کو سیلاب سے لاحقہ نقصانات کا ازالہ	۲۵,۰۰۰/- "	۵۰۰/- "	۱ ماہ
۵	بدوران ۷۴-۱۹۷۳ء سرکاری عمارات کو سیلاب سے لاحقہ نقصانات کا ازالہ (i) پولیس سٹیشن ڈجکوٹ ۲۰۰۰۰/- روپے (ii) پولیس سٹیشن ٹائی پور ۴۰۰۰۰/- "	۶۰۰۰۰/- "	۱۲۰۰/- "	۱½ ماہ
۶	بدوران ۷۴-۱۹۷۳ء سرکاری عمارات کو سیلاب سے لاحقہ نقصانات کا ازالہ (i) پولیس سٹیشن سمندری ۱۰۰۰۰/- روپے (ii) پولیس سٹیشن بالک (تحصیل سمندری) ۲۰۰۰۰/- " (iii) پولیس سٹیشن گڑھ (تحصیل سمندری) ۲۰۰۰۰/- "	۵۰۰۰۰/- "	۱۰۰۰/- "	۱½ ماہ
۷	سرکٹ ہاؤس لائلپور میں بدوران ۷۴-۱۹۷۳ء سرکاری عمارات کو سیلاب سے لاحقہ نقصانات کا ازالہ	۳۱۰۰۰/- "	۷۰۰/- "	۱ ماہ

(نوٹ)

کام کی لاگت کو ایگزیکٹو انجینئر انچارج حسب ضرورت زیادہ یا کم کر سکتے ہیں اور اس ضمن میں کوئی دعویٰ قابل سماعت نہیں ہوگا۔

ایگزیکٹو انجینئر

پراونشل بلڈنگز ڈویژن۔ لائلپور

(I.P.L-622)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عزیز طاہر احمد خاں کی اندوہناک وفات

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

بڑے غم اور افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ محترم ڈاکٹر محمد احمد خان صاحب آف فضلِ عمر ہسپتال ربوہ کے نوجوان بیٹے عزیز طاہر احمد خاں جو حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ کے پوتے تھے ۲۱ فروری ۱۹۷۴ء کو تیسرے پہر دریائے چناب میں نہاتے ہوئے ڈوب کر شہید ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

عزیز مرحوم تعلیم الاسلام کالج ربوہ کا فرسٹ ائر (پری انجنیئرنگ) کا طالب علم اور بہت شریف النفس، کم گو اور ہونہار نوجوان تھا مقامی مجلسِ صحت اور محلہ کی مجلسِ خدام الاحمدیہ کا سرگرم مگر خاموش اور مخلص کارکن تھا۔ افسوس ہے کہ صرف ۱۷ برس عمر پائی اور ناگہانی طور پر اِس دنیائے فانی سے رخصت ہو گیا۔

نمازِ جنازہ ۲۳ فروری کو بعد نماز مغرب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پڑھائی جس میں افرادِ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور احبابِ جماعت ہزاروں کی تعداد میں شامل ہوئے۔ چونکہ مرحوم کے بڑے بھائی عزیز مبشر احمد صاحب کی کراچی سے آمد کا انتظار تھا اس لئے تدفین ان کے ربوہ پہنچنے کے بعد گیارہ بجے شب کو قبرستانِ عام کے قطعۂ خاص میں عمل میں آئی۔ تدفین مکمل ہونے پر محترم ملک سیف الرحمٰن صاحب مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے دعا کرائی۔

احبابِ جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ عزیز مرحوم کو جوارِ رحمت میں جگہ دے اور غم زدہ والدین بھائی بہنوں اور دیگر تمام لواحقین کو جن کے لئے یہ حادثہ بہت ہی المناک ہے خاص فضل سے اِس عظیم صدمہ کو برداشت کرنے کی ہمت عطا فرمائے اور ہر طرح ان کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین

اساتذہ کی ضرورت

بعض بیرونی ممالک میں مندرجہ ذیل مضامین پڑھانے کے لئے اساتذہ کی ضرورت ہے ان مضامین میں ایم۔اے کی سند رکھنے والے احباب درخواستیں ارسال فرمائیں:۔

(۱) انگلش (۲) فزکس (۳) بیالوجی

(وکالتِ تبشیر ربوہ)

اعلانِ نکاح

مورخہ ۲۹ ستمبر ۱۹۷۳ء بروز جمعۃ المبارک میرے لے پالک بچے عزیز میاں صاحب عطاء الرحمٰن کا نکاح ہمراہ عزیزہ تسنیم کوثر بنت مکرم شیخ مشتاق احمد صاحب بین بازار چوک امام باڑہ شیخوپورہ مبلغ تینس روپے پچاس پیسے حق مہر پر مکرم خواجہ محمد شریف صاحب صدر حلقہ دہلی دروازہ لاہور نے پڑھا۔ احبابِ جماعت دعا فرماویں کہ مولا کریم اپنے فضل و کرم سے نکاح کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور فریقین کے لئے باعثِ رحمت ہو۔ آمین

(ماسٹر محمد ابراہیم مسجد احمدیہ بیرون دہلی دروازہ لاہور)

هُوَالشَّافِی

بواسیر کی حیرت انگیز دوا

پائلز کیور

PILES CURE

صرف پہلے ۲ دو کیپسولز سے فوری آرام۔ چار کیپسولز کے مکمل کورس سے بیماری ختم۔

قیمت مکمل کورس -/۱۰ بذریعہ خط مفید لٹریچر مفت

کیور ہومیو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ لاہور، کراچی

ہیڈ آفس:۔ ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی ربوہ

فون نمبرز ۶۰۶/۶۰۷

تقرر ڈائریکٹران وقفِ جدید انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ

(ممبران مجلس وقفِ جدید) برائے سال ۱۳۵۳ھش / ۱۹۷۴ء

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مندرجہ ذیل احباب کا تقرر بطور ڈائریکٹرز وقفِ جدید انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ (ممبران مجلس وقفِ جدید) برائے سال ۱۳۵۳ھش / ۱۹۷۴ء منظور فرمایا ہے۔ احبابِ جماعت کی خدمت میں درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ممبرانِ کرام کو اپنے مفوضہ کام کو بطور احسن سرانجام دینے کی توفیق بخشے۔ آمین

(۱) محترم شیخ محمد احمد صاحب مظہر ایڈووکیٹ لائل پور۔ صدر مجلس
(۲) " صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب۔ ناظم ارشاد و مال۔
(۳) " مولانا ابو العطاء صاحب فاضل۔
(۴) " مولانا ابو المنیر نور الحق صاحب فاضل۔
(۵) " شیخ مظفر احمد صاحب ظفر ایڈووکیٹ۔ لاہور
(۶) " چوہدری مبشر احمد وریام صاحب گوندل ایڈووکیٹ۔ سرگودہا
(۷) " راجہ غالب احمد صاحب گلبرگ لاہور

(سیکرٹری وقفِ جدید انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ)

ضروری اعلان

(محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب چیف میڈیکل آفیسر فضلِ عمر ہسپتال ربوہ)

ماہ مارچ ۱۹۷۴ء کے شروع میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے فضلِ عمر ہسپتال ربوہ میں آنکھوں کے اپریشن کا ایک کیمپ کھولا جائے گا لہٰذا تمام ایسے دوست جن کی آنکھوں میں موتیا بند اور سیاہ موتیا ہو ان کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ وہ مارچ کے شروع میں ہسپتال سے رابطہ قائم کریں۔ ایسے تمام مریضوں کے لئے مندرجہ ذیل امور کا خیال رکھنا لازمی ہوگا:۔

(۱) موسم کے لحاظ سے حسبِ ضرورت ہر مریض اپنا بستر ساتھ لائے۔

(۲) ہسپتال کے کچن میں اتنے وسیع پیمانے پر خوراک کا انتظام نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا ہر مریض کو اپنے کھانے کا انتظام خود کرنا ہوگا۔ ربوہ کے باہر سے آنے والے مریضوں کے لئے یہ کوشش کی جائے گی کہ دار الضیافت سے ان کی خوراک کا انتظام ہو سکے۔

سب دوست جو آنکھوں کا اپریشن کروانا چاہتے ہوں ہسپتال سے رابطہ قائم کریں۔

دعائے مغفرت

مکرم محمود احمد صاحب آف مسقط ابن حاجی غلام رسول صاحب مورخہ ۱۵/۲/۷۴ کو مسقط میں کار کے ایک حادثہ میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ان کا جنازہ ۲۱/۲/۷۴ کو ربوہ میں تدفین کی غرض سے لایا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت نمازِ جنازہ پڑھائی جس کے بعد حضور کی اجازت سے عام قبرستان کے قطعہ خاص میں تدفین عمل میں آئی۔

احبابِ جماعت سے درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبرِ جمیل سے نوازے۔ آمین

(نذیر احمد۔ دار الرحمت شرقی ربوہ)

درخواستِ دعا

میرے پھوپھا ملک غلام محمد صاحب کی آنکھ پر چوٹ لگ گئی تھی وہ ان دنوں ملٹری ہسپتال سیالکوٹ میں زیرِ علاج ہیں۔

احبابِ جماعت ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔

(محمود احمد ظفر دواخانہ خدمتِ خلق ربوہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۲۵۴